اسلام میں حقوق و فرائض کی اہمیت: عدمِ ادائیگی کے معاصر رجحانات، رہنما پہلو

The importance of rights and duties in Islam and Contemporary trends in non-payment and guiding aspects

Habibullah
Alumni M.Phil scholar Ripha International University Islamabad
Email: habibullah.ghazi@gmail.com
Muhammad Ashfaq khan
PhD Scholar Department of Islamic Thought and Civilization
School of Social Sciences and Humanities
University of Management and Technology
Usman Afaq
M.Phil Scholar Department of Islamic Thought and Civilization
School of Social Sciences and Humanities
University of Management and Technology

ABSTRACT

As a blessing from Allah Almighty, children bring psychological peace to their parents. The emotions of compassion and love for children are natural in human beings. Man wants his name to continue through his children. He considers them as the rightful heir of his property and resources. Islam does not consider this sentiment wrong. He has kept it up and encouraged the progeny.

Parents want their children to be highly educated and responsible, who will later become a source of good name for their parents. They should not be burden on anyone financially. When weakness and old age surround them, these children should bear their financial burden and be their support. Non-payment of rights trends are also found in the contemporary society. The guidelines are set from the following lines so that the society is built in the right direction.

Keywords: Islam, Rights and Duties Contemporary, non-payment trend, Leaders, Parents

ضرورت واہمیت

بچوں سے شفقت و محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو انسانوں کے اندر پایا جاتا ہے۔ "انسان چاہتا ہے کہ اس کی اولاد کے ذریعے اس کا نام باقی اور نسل جاری رہے، وہ اسے اپنے مال و دولت جائداد اور اسباب و وسائل کا جائز وارث تصور کرتا ہے۔ اسلام اس جذبے کو غلط نہیں سمجھتا۔ اس نے اسے باقی رکھا ہے اور طلب اولاد کی ترغیب دی ہے۔ "وَ ابۡتَغُوۡا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمۡ۔ "(ازدواجی تعلق کے ذریعے) اللہ تعالیٰ نے جو اولاد تمہارے حصے میں رکھ دی ہے وہ طلب کرو۔"[1]

دین اسلام میں دیگر افراد کی طرح بچوں کے بھی متعین، معلوم، معروف اور قابل عمل حقوق موجود ہیں، جن کی ادائیگی متعلقہ افراد پر لازمی قرار دی گئی ہے۔ "بچوں کے قانونی اور اخلاقی حقوق ہیں ان حقوق کو پورا کرنا والدین کے لیے لازمی ہیں۔ ان کو معاشی یا سماجی بوجھ سمجھ کر ختم نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی غذا لباس اور دوسری ضروریات پوری کی جائیں گی، ان کو بہتر تعلیم و تربیت دی جائے گی۔ اور ان سے محبت اور پیار کا سلوک ہو گا۔ لین دین میں ان کے درمیان امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے ساتھ یکساں رویہ اختیار کیا جائے گا۔"[2]

والدین کے سینے میں اپنے بچوں کی پرورش کی فکر ہوتی ہے۔ انھیں بچوں کی ترقی کی تمنا ہوتی ہے، بچوں کی اخلاقی تربیت اور معاشی استحکام کی سوچ ہوتی ہے۔ والدین اپنے بچوں کی خوشحال زندگی کے متمنی ہوتے ہیں اور ان کی، صحت و تندرستی کے لیے فکر مند رہتے ہیں۔ ان ذمہ داریوں کی ادائیگی اور بچوں کے حقوق کے تکمیل کے لیے تگ و دو کرتے ہیں۔ والدین چاہتے ہیں کہ ان کے بچے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور باکردار بنیں جو بعد میں اپنے والدین کے لیے نیک نامی کا ذریعہ بنیں، معاشی طور پر کسی پر بوجھ نہ ہوں۔ جب ضعف و کمزوری اور بڑھاپا ان (والدین) کو گھیر لے تو یہ بچے ان کا معاشی بار اٹھائیں اور ان کا سہارا بنیں۔ قرآن مجید میں حکم دیا ہے کہ وہ اپنے والدین کے لیے دعا مانگا کرے۔ فرمایا ہے "وَقُل رَّبِّ ارحَمهُمَا كَمَا رَبَّيَانِى صَغِيرًا۔ "یعنی اور دعا کیا کرو کہ "پرودگار ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔"[3] یہ آیات والدین کی اپنی اولاد سے جڑی ایک فطری ضرورت کا اظہار بھی ہے۔

حقوق و فرائض کا دائرہ

دین اسلام مخلوق کے حقوق کا ضامن اور ان کی ذمہ داریوں کا پرچار کرتا ہے۔۔ معارف الحدیث کے مؤلف مولانا محمد منظور نعمانی[4] لکھتے ہیں: "آپ ﷺ کی اس ہدایت اور تعلیم کو بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک وہ جس کا تعلق بندوں پر اللہ کے حقوق سے ہے۔ جس میں آپ ﷺ نے بتلایا کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے اور اس باب میں ان کے فرائض کیا ہیں۔ اور اس حق اور ان فرائض کی ادائیگی کے لیے انہیں کیا کرنا چاہئے۔ دوسرا حصہ آپ ﷺ کی تعلیم کا وہ ہے جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ جس میں بتلایا گیا ہے کہ بندوں پر دوسرے بندوں کے اور عام مخلوقات کے کیا حقوق ہیں۔ اور اس دنیا میں جب ایک انسان دوسرے انسان یا کسی بھی مخلوق سے واسطہ اور معاملہ پڑتا ہے تو اس کے ساتھ اس کا رویہ کیا ہونا چاہئے اور اس باب میں اللہ کے احکام کیا ہونا چاہئے۔[5]

حقوق العباد کا مسئلہ اس لحاظ سے زیادہ اہم اور قابل فکر ہے کہ اس میں اگر تقصیر اور کوتاہی ہو جائے یعنی کسی بندہ کی ہم سے حق تلفی ہو جائے تو اس کی معافی اور اس سے نجات اور سبکدوشی کا معاملہ اللہ نے (جو رحیم و کریم ہے) اپنے ہاتھ میں نہیں رکھا ہے۔ بلکہ اس کی صورت یہی ہے کہ یا تو اس دنیا میں اس بندے کا حق ادا کر دیا جائے یا اس سے معافی حاصل

کرلی جائے، اگر ان دونوں میں سے کوئی بات بھی یہاں نہ ہو سکی تو آخرت میں لازماً اس کا معاوضہ ادا کرنا ہو گا۔ اور وہ بے حد مہنگا پڑے گا، یا اس کے حساب میں آخرت کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ۔ "[6]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی طریقہ (سے ظلم کیا ہو) تو آج ہی، اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے جس دن نہ دینار ہوں گے، نہ درہم، بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہو گا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہو گا تو اس کے (مظلوم) ساتھی کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔"

یہ حقیقت ایک بندہ مومن کے سامنے ہونی چاہئے کہ معاشرتی طور پر ہم ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں ماں باپ کی حیثیت سے، اولاد اور والدین کی حیثیت سے، بیوی اور شوہر کے اعتبار سے، رشتہ داروں، ہمسائیوں اور دیگر بہت ساری حیثیتوں سے، اسی طرح معاشی معاملات، زراعت، قرض، میراث، ہیبہ، وصیت وغیرہ میں انسانوں کے ایک دوسرے پر حقوق متعین ہیں۔ جن کی ادائیگی ضروری ہے۔

قرآن میں حقوق کی ادائیگی کی تاکید

قرآن مجید میں جابجا انسانوں، حیوانات، نباتات، جمادات، حشرات اور دیگر تمام مخلوقات کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں۔ "اسلام کی پہلی تعلیم یہ ہے کہ ہر انسان پر دوسرے انسانوں بلکہ حیوانوں اور بے جان چیزوں تک کے فرائض عائد ہیں اور یہ ان کے حقوق ہیں جنہیں ہر انسان کو اپنے امکان بھر ادا کرنا ضروری ہے۔ یہ حقوق اور فرائض اسلامی اخلاق کی پہلی قسم ہے۔"[7]

قرآن مجید میں چند حقوق کی ادائیگی کی تاکید کچھ اس طرح کی گئی ہے: "وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔" ترجمہ: "اور ان کے مالوں میں حق ہے مانگنے والوں اور محروم کے لیے۔" "وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْم لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْم۔"[8] ترجمہ: "اور ان کے مالوں میں سائل کا اور اس کا حق مقرر ہے جس پر مالی افتاد آپڑی ہو۔"

"فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّه وَ الْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ۔ "[9] ترجمہ: "اور قرابت والے کو اس کا حق دو اور مسکین کو اور مسافر کو۔"

"وَاٰتُوْا حَقَّه يَوْمَ حَصَادِه وَلَا تُسْرِفُوْا۔ "[10] "اور پیداوار کا حق اس کے کاٹنے کے دن ادا کرو اور فضول خرچی نہ کرو۔"

"وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ "[11] ترجمہ: "اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور رشتہ دار پڑوسی کے ساتھ اور بیگانہ پڑوسی کے ساتھ اور ساتھی کے ساتھ اور مسافر کے ساتھ اور لونڈی غلام کے ساتھ" اس آیت کے ذیل میں امام قرطبی فرماتے ہیں:

"قال العلماء: فأحق الناس بعد الخالق المنان بالشكر والإحسان والتزام البر والطاعة له والإذعان من قرن الله الإحسان إليه بعبادته وطاعته وشكره بشكره وهما الوالدان ؛ فقال تعالى: أن اشكر لي ولوالديك۔۔۔ أما الجار فقد أمر الله تعالى بحفظه والقيام بحقه والوصاة برعي ذمته في كتابه وعلى لسان نبيه۔ "

ترجمہ: "علما نے فرمایا خالق اور احسان کرنے والے کے شکر کے بعد سب سے زیادہ احسان کرنے، حسن سلوک کرنے اور فرماں برداری کے حق دار انسان کے والدین ہیں۔ اللہ تعالی نے اپنی عبادت، اطاعت اور شکر کے ساتھ والدین کے حسن سلوک کجو ملا کر فرمایا "شکر ادا کرو میرا اور اپنے ماں باپ کا[12]"۔ آگے اللہ نے پڑوسی کے حقوق کی حفاظت اور ادائیگی اس کے ذمے کی رعایت کا حکم اپنے کتاب میں اور اپنے نبی کی زبان سے بھی دیا ہے۔" [13]

جیسا کہ عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں:

"ای وحدوالله ولا تشركوا به شئيا من الاوثان وبالوالدين احسانا ای برا بهما و بذى القربى بصلة القرابة واليتامى امر بالاحسان الى اليتامى و حفظ اموالهم و غيرذلک والمساكين وحث على الصدقة المساكين والجارذى القربى ای جار بينک و بينه قرابة له ثلاثة حقوق: حق القرابة، حق الاسلام و حق الجوار والجار الجنب ای الجار الاجنبى من قوم اٰخرين له حقان: حق الاسلام وحق الجوار والصاحب بالجنب الرفيق فى السفر له حقان: حق الاسلام و حق الصحبة۔۔۔ الخ۔ "[14]

ترجمہ: "صرف اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ بتوں کو شریک نہ ٹھہراو۔ والدین کے ساتھ نیکی کرو۔ اور رشتہ داروں کے ساتھ قرابت کا تعلق قائم رکھو اور یتیموں کے ساتھ احسان کرو اور ان کے اموال کی حفاظت کرو۔ اور اللہ نے مساکین کے ساتھ صدقہ پر مسلمانوں کو ابھارا ہے۔ حقوق کے تعین کی وضاحت کرت ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ ہمسایہ جس کے ساتھ آپ کی رشتہ داری بھی ہے اس کے تین حقوق ہیں۔ پہلا حق رشتہ داری کا، دوسرا حق اسلام کا اور تیسرا حق ہمسائیگی کا۔ یعنی ان حقوق کا لحاظ پاس رکھو، اور وہ ہمسایہ جو آپ کے قوم سے نہ ہو بلکہ اجنبی ہو تو اس کے دو حقوق ہیں۔ پہلا

حق اسلام اور دوسرا حق، حق جوار (ہمسائیگی کا) اور سفر کا ساتھی بھی بمنزلہ ہمسایہ ہے۔ پہلا اسلام کا اور دوسرا رفاقت و صحبت کا۔"

احادیث میں حقوق کی ادائیگی کی تاکید:

قرآن کریم کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ کے فرامین میں بیان کردہ حقوق میں بھی عدل و انصاف نمایاں پہلو ہے۔ آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں مختلف اسالیب سے ہمہ نوع مخلوق کے حقوق کا ذکر و تاکید کرتے ہوئے ان حقوق کی حفاظت کی ضمانت بھی دی ہے اور ان کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ مثلاً ذاتی حقوق، انفرادی حقوق، اجتماعی حقوق، سماجی حقوق، سیاسی و اقتصادی حقوق، مردوں، عورتوں، بچوں، غلاموں، مسافروں حتیٰ کہ حیوانات و حشرات کے حقوق تک کی وضاحت کی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "لَتُؤَدُّنَّ الحقوق إلى أهلها يوم القيامة، حتى يقاد للشاة الجَلحاء من الشاة القَرناء۔"[15] ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) حق داروں کے حقوق ضرور ادا کئے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ کے بکری کا سینگ دار بکری سے قصاص لیا جائے گا۔"

انسانوں پر نہ صرف دوسروں کے حقوق ہیں بلکہ اپنے وجود تک کے اس پر حقوق ہیں جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ، قُلْتُ: إِنِّي أَفْعَلُ ذَلِكَ، قَالَ: فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمَتْ عَيْنُكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ، وَإِنَّ لِنَفْسِكَ حَقٌّ وَلِأَهْلِكَ حَقٌّ، فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ۔"[16] .

"مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور پھر دن میں روزے رکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں، یارسول اللہ! میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیکن اگر تم ایسا کروگے تو تمہاری آنکھیں (بیداری کی وجہ سے) بیٹھ جائیں گی اور تیری جان ناتواں ہو جائے گی۔ یہ جان لو کہ تم پر تمہارے نفس کا بھی حق ہے اور بیوی بچوں کا بھی۔ اس لیے کبھی روزہ بھی رکھو اور کبھی بلا روزے کے بھی رہو، عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی۔"

ایک اور روایت میں آنکھ، نفس اور اہل کا تذکرہ موجود ہے۔ ایک روایت میں گھر آئے مہمان کے حقوق کو یوں بیان کیا گیا ہے:" وان لزورک علیک حقاً۔ "[17] "بے شک تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے۔" نیز یہ بھی فرمایا کہ: ترجمہ "میں تمہیں دونوں جہاں کے بہترین اخلاق بتاتا ہوں۔ کہ قطع تعلق کرنے والوں سے جوڑو، نہ دینے والوں کو دو، اور ظالم کے قصور کو معاف کرو۔"[18]

عورتوں اور مردوں (خاوند اور بیوی) کے حقوق کے متعلق فرمایا ہے کہ "ان لکم من نسائکم علیک حق۔ " "بے شک تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔"

تعلیمات اسلامیہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں والدین، اولاد، زوجین، ہمسایہ، بیمار، یتیموں، بیواوں، مسافروں، مزدوروں، غلاموں، غیر مسلموں اور انسانی طبقات کے علاوہ حیوانات اور دیگر بے شمار مخلوقات کے حقوق کی بھی ایک بڑی اور وسیع تفصیل موجود ہے۔

حقوق کی عدم ادائیگی پر زجر و توبیخ

دنیا میں جو لوگ دوسروں کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے۔ ان کو ضائع کرتے ہیں، دوسروں کے حق تلفی کرتے ہیں اور کسی بھی طریقے سے ان حقوق کو دبالیتے ہیں یا غصب کر لیتے ہیں، روز قیامت ان حقوق کے حوالے سے یقینی طور پر سختی کے ساتھ پوچھا جائے گا قرآن مجید میں ارشاد ہے

"وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔"[19]

ترجمہ: "جو شخص خیانت کرے گا وہ خیانت کردہ چیز قیامت کے دن لے کر آئے گا، پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور ذرہ برابر حق تلفی نہ کی جائے گی۔"

دور جاہلیت میں جن لوگوں نے اپنی ننھی ننھی معصوم کلیوں جیسی بیٹیوں کو زندہ در گور کیا تھا ان کے بارے میں اللہ کے قرآن کے الفاظ یہ ہیں۔

"وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ۔ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ۔ "[20] ترجمہ: "اور (یاد کرو) جب (روز قیامت) زندہ دفن ہونے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا تو کس جرم میں ماری گئی؟۔" یہ سخت سوال اس بچی کی زندگی کا حق چھینے جانے کی بابت ہو گا۔ کیونکہ ہر نومولود کو زندہ رہنے کا حق ہے۔

جانوروں کے حقوق پورا نہ کرنے والوں کو ملعون (اللہ کی رحمت سے دور) قرار دیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گذرا جس کے چہرے کو داغا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اما بلغکم انی قد لعنت من وسم البھیمة فی وجھھا او ضربھا فی وجھھا"، فنھی عن ذلك۔ "[21]

"کیا تمہیں یہ بات نہیں پہنچی ہے کہ میں نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو جانوروں کے چہرے کو داغ دے، یا ان کے چہرہ پہ مارے"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔"

ہمسائے کی ہمسائیگی کے حقوق پورا نہ کرنے پر فرمایا کہ "جو اپنے دروازے کو بند رکھتا ہو، تاکہ اس کا پڑوسی اس کے بال بچے اس کے گھر میں نہ آنے پائیں تو وہ مومن نہیں اور پڑوسی کو تکلیف دینے والا بھی مومن نہیں۔"[22]

ان باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام میں اس حوالے سے کتنی حساسیت ہے، وہ حقوق کا کتنا خیال رکھتا ہے اور حقوق کی عدم ادائیگی پر ناراضگی کا اظہار کرتا ہے حتی کہ جانوروں کے لیے قانون حساب واحتساب ہے۔ کوئی بھی معاشرہ حقوق کی ادائیگی کے بغیر نمو اور ترقی نہیں کر سکتی۔ کوئی بھی فرد اور قوم جائز عائد کردہ حقوق سے پہلو تہی کرنے کے بعد خوش نہیں رہ سکتی۔ بالخصوص وہ حدود و حقوق جو اللہ رب العالمین نے متعین کیے ہیں۔ جن کے خدوخال اور دائرہ کار اللہ نے واضح اور ظاہر کئے ہوں، کو ادا کئے بغیر کوئی بھی عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتا۔ فرمان الٰہی ہے۔

"تِلْكَ حُدُوْدُاللهِ فَلَاتَعْتَدُوْها وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَاُولٰٓئِكَ هم الظّٰلِمُوْنَ۔"[23]

ترجمہ: "یہ اللہ تعالیٰ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، پس ان سے آگے نہ بڑھو اور جو شخص بھی اللہ کی حدود سے آگے بڑھے گا، پس وہی لوگ ظالم ہیں۔"

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی حدود کو پار نہ کرو، ورنہ تباہ ہو جاوگے۔ اور جو اللہ کی باندھی ہوئی حدود سے آگے بڑھے گا ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔ ظاہر ہے ظالم مستوجب سزا ہوتا ہے اور اللہ کی گرفت میں آتا ہے[24]۔

اسلام میں حقوق و فرائض کی اہمیت واضح ہیں۔ درج بالا راہنما اصول اس معاشرے کے لیے لازم ہوتے ہیں جب معاشرہ عدم توازن کا شکار ہو۔ خاص کر بچوں کے حوالے سے غفلت برتی جاتی ہو۔ معاصر عدمِ ادائیگی رجحانات کے لیے رہنما پہلو کے ضمن میں درج بالا سطور بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔

خلاصہ

بچے اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت ہے جو والدین کے لیے نفسیاتی سکون کا ذریعہ بنتے ہیں۔ بچوں سے شفقت و محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو انسانوں کے اندر پایا جاتا ہے۔ انسان چاہتا ہے کہ اس کی اولاد کے ذریعے اس کا نام باقی اور نسل جاری رہے، وہ اسے اپنے مال و دولت جائداد اور اسباب و وسائل کا جائز وارث تصور کرتا ہے۔ اسلام اس جذبے کو غلط نہیں سمجھتا۔ اس نے اسے باقی رکھا ہے اور طلب اولاد کی ترغیب دی ہے۔

والدین چاہتے ہیں کہ ان کے بچے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور باکردار بنیں جو بعد میں اپنے والدین کے لیے نیک نامی کا ذریعہ بنیں، معاشی طور پر کسی پر بوجھ نہ ہوں۔ جب ضعف و کمزوری اور بڑھاپا ان (والدین) کو گھیر لے تو یہ بچے ان کا معاشی بار اٹھائیں اور ان کا سہارا بنیں۔ معاصر معاشرے میں حقوق کی عدمِ ادائیگی رجحانات بھی پائے جاتے ہیں۔

مصادر و مراجع

[1] القرآن: ۲/۱۸۷۔

[2] وحید الدین عمری، مولانا، **اسلام کا عائلی نظام** (کراچی: فائز اسلامک ریسرچ اکیڈمی، جنوری ۲۰۰۷)، ۱/۵۸، ۵۷۔

[3] القرآن:۱۷/۲۴۔

[44] مولانا محمد منظور نعمانی ۱۵ دسمبر 1905 کو اتر پردیش بھارت میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاوں میں حاصل کی۔ ۱۹۲۷ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے تھے۔ جماعت اسلامی کے بانی ارکان میں سے تھے۔ مولانا مودودی کے ساتھ نائب امیر جماعت بھی رہے ہیں۔ ان کے مشہور اساتذہ میں انور شاہ کشمیری، مفتی عزیز الرحمان شامل ہیں۔ ۵ مئی ۱۹۹۷ کو لکھنو میں وفات پا گئے تھے۔ (امداد اللہ، مولانا محمد منظور نعمانی کی دینی خدمات، (پی ایچ ڈی مقالہ، کلیہ معارف اسلامی، جامعہ کراچی)

[5] محمد منظور **نعمانی**،، مولانا، **معارف الحدیث** (کراچی: ناشر دارالاشاعت، اگست ۲۰۱۴)، ۶/۲۴۹۔

[6] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب المظالم، (پاکستان، کراچی: مکتبۃ البشریٰ، ۲۰۲۱)، ۱۱۶۴/۲ حدیث نمبر ۲۴۴۹

[7] سلیمان ندوی، سید، **سیرت النبی** (لاہور: ناشر مکتبہ رحمانیہ)، ۶/۱۰۵۔

[8] القرآن:۷۰/۲۵، ۲۴۔

[9] القرآن:۳۰/۳۸۔

[10] القرآن:۶/۱۴۱۔

[11] القرآن:۴/۳۶۔

[12] القرآن:۳۱/۱۴۔

[13] ابو عبد اللہ القرطبی،، **الجامع الاحکام القرآن** (لاہور: ضیا القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۲)، ۳/۱۹۳۔

[14] عبد اللہ بن عباس، **تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس** (لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۹)، ۱/۷۰۔

[15] مسلم بن الحجاج القشیری، **الصحیح**، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، (کراچی: مکتبۃ البشریٰ، ۲۰۱۶) ۳/۱۵۹۴۔

[16] بخاری، **الصحیح**، کتاب الادب، باب حق الضیف، ۱/۶۴۴۔

[17] عبد السلام، مولانا، **اسلامی خطبات** (لاہور: مکتبۃ السلفیہ، 2012)، ۱/۶۳۴۔

[18] أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدریس بن المنذر التمیمي، **العلل والسوالات الحدیثیۃ** (مطابع: الحمیصی، ۲۰۰۶)، ۵/۴۷۹۔

[19] القران:۳/۱۶۱۔

[20] القرآن:۸۱/۹، ۸۔

[21] سلیمان بن اشعث السجستانی، ابو داود، **السنن**، باب فی وسم الدوآب (کراچی: مکتبۃ البشریٰ)، ۱/۷۵۹۔

[22] ذکی الدین عبد العظیم المنذری، حافظ، امام، الترغیب والترہیب (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2015)

القرآن:۲/۲۲۹۔

[24] صوفی عبد الحمید سواتی، **معالم العرفان فی دروس القرآن** (فاروق گنج، گوجرانوالہ: مکتبہ دروس القرآن، ۱۹۸۴)، ۳/۲۰۵۔